محنت کش سے [illegible]!

صداقت علی شاکر کنگن پوری

جب دھوپ میں تیزی بڑھتی ہو اور گرمی میں بھی شدت ہو
جب پیٹ کا دوزخ جلتا ہو اور اوپر نیچے حدت ہو
جب مزدوروں کی محنت کا نہ وقت متعین مدت ہو
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

جب بچے بھوک سے روتے ہوں اور گھر میں فاقہ مستی ہو
جو دکھ ان کا کرے محسوس یہاں نہ ایسی کوئی ہستی ہو
ہو عزت بھی محفوظ جہاں نہ ایسی کوئی بستی ہو
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

جب خون پسینہ بنتا ہے اور محنت انسان کرتا ہے
جب اہل ثروت کے ہاتھوں ہر دور میں انسان لٹتا ہے
ہر محنت کش کی میت پر جب بیٹھا قاتل بنتا ہے
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

جب دو پہاڑی کانوں میں وہ کام کرے طوفانوں میں
وہ جلتے سورج کے نیچے اور تپتے ہوئے میدانوں میں
اک عمر گزرتی ہے ان کی دور اپنوں سے بیگانوں میں
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

جب دانہ دانہ گندم کا وہ میدانوں میں ڈھیر کرے
خود بھوکا سوئے لیکن سب ہم وطنوں کا پیٹ بھرے
ہر آن مصیبت اس کو وہ جیئے چاہے اور مرے
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

اِک روز یہ بندھن ٹوٹیں گے اِک روز یہ قیدی چھوٹے گا
تب کانپ اٹھیں گے اہل ہوس جب گھر کا بھیدی لوٹے گا
جب بال و پر آ جائیں گے تب پنچھی پنجرا توڑے گا
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

اِک روز گریں گی دیواریں اِک روز یہ زنداں ٹوٹے گا
جب صبح کی روشن کرنوں سے یہ خواب پریشاں ٹوٹے گا
جب چیخ اٹھیں گی دیواریں تب سحر خموشاں ٹوٹے گا
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے

جب قطرے خون کے جمتے ہیں تب ظلم کے پاؤں تھمتے ہیں
کاش وہ آئیں دن اے شاکر جب لوگ گھروں میں بستے ہیں
کل روتے پھریں گے وہ انسان جو آج کسی پر ''ہنستے'' ہیں
کیا ایسے عالم میں تم نے مزدور کو بیٹھے دیکھا ہے